لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

وان تصوموا خیر لکم

لیکن
اگر تم سمجھو تو
تمہارے
حق میں اچھا
یہی ہے
کہ
روزہ رکھو۔
رمضان
وہ مہینہ ہے،
جس میں
قرآن نازل کیا
گیا جو
انسان کے لئے

سراسر
ہدایت ہے اور
ایسی
واضح تعلیمات پر
مشتمل ہے
جو راہ راست
دکھانے
والی اور حق و
باطل
کا فرق کھول کر
رکھ
دینے والی
ہیں۔

And that ye fast is better for you if ye did but know
The month of Ramadan in which was revealed
the Quran a guidance for mankind, and clear
proofs of the guidance and the criterion (of right and wrong)

از: مولانا محمد منظور نعمانی

رمضان کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک مختصر خطبہ

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جب رمضان مبارک آیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا "لوگو! ماہ رمضان آگیا۔ یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے خاص فضل وکرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف کرتے ہیں اور دعائیں قبول کرتے ہیں اور اس مہینہ میں طاعات وحسنات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتے ہیں اور مسرت ومفاخرت کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھلاتے ہیں۔ پس اے لوگو! ان مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی طرف سے نیکیاں ہی دکھلاؤ (یعنی عبادات وحسنات بکثرت سے کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو رحمتوں کے اس مہینہ میں بھی اللہ عزوجل کی اس رحمت سے محروم رہے۔" (طبرانی)

سبحان اللہ قربان جائیے اس رحمت ورأفت کے کہ خود ہی اپنے پیغمبر کے ذریعہ ہم کو یہ بھی بتلا دیا کہ ہمارے خاص محاسبہ کا وقت کون سا ہوگا۔ اللہ اللہ! کیا نصیب اس بندہ کے جس کو روزہ کی بھوک پیاس کی حالت میں نماز پڑھتے یا تلاوت قرآن یا ذکر کرتے یا رات کو جس وقت میں تراویح میں رکوع وسجود اور قیام وقعود کرتے یا پچھلے پہر تہجد پڑھتے اس کا آقا ومولیٰ خود دیکھے اور اپنے درباری فرشتوں سے کہے دیکھتے ہو؟ ہمارا یہ بندہ ہماری رضا کے لئے کیا کر رہا ہے۔ الخ

کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یوں تو وہ مولا علیم وبصیر ہے سب کچھ ہر وقت دیکھتا ہے مگر یہ دیکھنا ایک خاص قسم کا ہے یہ وہی دیکھنا اور وہی نظر ہے جس کے لئے عشاق تڑپتے اور مرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

ہزار قافلۂ شوق می کشد شبگیر
کہ بار عیش کشاید بخطۂ کشمیر

(؟) [illegible]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان کے آنے پر ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہ مہینہ تمہارے سامنے آگیا، اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو اس سے (یعنی اس کی برکات سے) محروم رہا وہ گویا ہر بھلائی سے محروم رہ گیا اور اس کی برکات سے بجز محروم القسمت کے کوئی بھی محروم نہیں رہتا۔" (ابن ماجہ)

اور طبرانی نے حضرت انس ہی سے اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "یہ رمضان کا مہینہ آگیا ہے اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، نامراد ہے وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ جب رمضان میں اس کی مغفرت نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی۔" (طبرانی)

رمضان المبارک کی جن برکتوں اور رحمتوں اور رحمت ومغفرت کے اسباب کی جس فراوانی و ارزانی کا ذکر ان احادیث میں کیا گیا ہے ان کو پیش نظر رکھنے کے بعد خود ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ رحمت ومغفرت کی اس ارزانی وفراوانی کے زمانہ میں بھی جب کہ دریائے رحمت موجیں مار رہا ہے اور دعائیں اجابت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس سے بھی

زیادہ کر دیا جاتا ہے تو رحمت کی اس موسلا دھار بارش اور مغفرت کی تیز ہواؤں کے اس زمانہ میں بھی جو بدبخت انسان کچھ نہ کرے اور غفلت ومعصیات ہی میں مست وغرق رہے خود ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت شخص اور کون ہوگا۔ اللهم لا تجعلنا منهم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ اول یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ دوسرے یہ کہ روزہ افطار کرنے تک اس کے واسطے مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور ایک روایت میں بجائے مچھلیوں کے ملائکہ کا ذکر ہے) تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں ہر روز جنت کو آراستہ کراتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے عنقریب محنت کی زندگی ختم کر کے تیرے اندر پہنچیں گے۔ چوتھے یہ کہ رمضان میں سخت سرکش شیاطین مقید کر دیے جاتے ہیں چنانچہ اس مبارک مہینہ میں ان کا زور بدیوں پر وہ قابو نہیں چلتا جو دوسرے دنوں میں چل جاتا ہے۔ پانچویں یہ کہ رمضان کی آخری رات میں ان کی مغفرت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا وہ شب قدر ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ رمضان کی آخری رات ہے کیونکہ مزدور کو پوری مزدوری اسی وقت دے دی جاتی ہے جب کہ وہ کام کو ختم کر دے۔

(احمد وبزار وبیہقی)

ف - اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک کی پانچ خصوصیتوں اور بندوں پر ہونے والی پانچ خاص رحمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ روزہ دار کے منہ کی بو جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے آنے لگتی ہے وہ اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی اس بو کے بدلے آخرت میں روزہ دار کے منہ سے مشک سے بہتر اور نفیس تر خوشبو نکلے گی (بعض روایات اسکی تصریح ملتی ہے) اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ کے یہاں روزہ دار کی محبوبیت کا جو مقام ہے یہ اسی کی طرف ایک اشارہ ہے کہ روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی اس بے حقیقت بو کی قدر اللہ تعالیٰ کے یہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ ہے۔ نیز اس ارشاد کا ایک منشا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی روزہ دار کے منہ کی اس بو سے کراہت نہ کرے کیونکہ یہ بو اللہ کو اس قدر محبوب ہے۔ واللہ اعلم

دوسری بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ روزہ داروں کے لئے دن بھر دریاؤں کی مچھلیاں بھی مغفرت کی دعا یا التجا اللہ تعالیٰ سے کرتی ہیں (اور عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض روایات میں ملائکہ کا لفظ ہے) بہرحال اس کا منشا بھی یہی ہے کہ روزہ دار چونکہ اپنی خواہشات اور مرغوبات کو اللہ کے لئے قربان کر کے خود اللہ کا محبوب بن جاتا ہے تو اس کی یہ محبوبیت اللہ کی مخلوق میں بھی پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ اگر ایک طرف ملاء اعلیٰ اور عالم قدس کے فرشتے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ سے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں تو دوسری طرف اس مادی عالم میں سب سے نیچے (پانی کی تہ میں) رہنے والی مچھلیاں بھی اس کے واسطے استغفار کرتی ہیں۔ غرض اس حاجز کے نزدیک مچھلیوں کے ذکر سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ یہ مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں جو سب سے نیچے رہنے والی مخلوق کی حیثیت سے یہاں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ جب وہ بھی استغفار کرتی ہیں تو دوسری چیزوں کا استغفار کرنا بدرجہ اولیٰ سمجھ میں آتا ہے۔

تیسری بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ جنت اس مہینہ میں خاص طور سے آراستہ کی جاتی ہے۔ اس کی مناسبت بھی ظاہر ہے کیونکہ یہ مہینہ روحانیت کی سرسبزی و ترقی اور طاعات وحسنات کے ارتقاء کا مہینہ ہے، اور جنت انہی چیزوں کی آخری شکل ہے لہٰذا جیسے جیسے یہاں رمضان کے ہر روز میں عبادات اور اعمال صالحہ میں ترقی ہوگی اسی کے حساب سے ہر روز جنت کی زینتوں اور دلفریبیوں میں اضافہ ہوگا۔ چوتھی بات حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ سرکش شیاطین اس مہینہ میں قید کر دیے جاتے ہیں۔ اس کی اس عاجز کے نزدیک جو حقیقت ہے وہ انشاء اللہ عنقریب ایک دوسری حدیث کے ذیل میں عرض کی جائے گی۔ پانچویں خاص برکت اس مہینہ کی یہ بیان ہوئی ہے کہ اس کی آخری رات میں لوگوں کی مغفرت کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ سو مغفرت کا یہ فیصلہ ان ہی لوگوں کے لئے کیا جاتا ہے جو اپنے عمل سے اس کا استحقاق پیدا کر لیں جیسا کہ حدیث کے آخری جملہ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ مغفرت ان کے عمل کا اجر ہے۔ واللہ اعلم

> بہ نزد چلیفہ ستیرا سٹرلی بہ عموصی کے بہ کہ ہیں آنیسٹر رنگ، پلیس، پلرس [illegible]
> [illegible]
>
> [illegible]

لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

نرخ چندہ اندرون ہند (محصول ڈاک)
سالانہ ۱۲ روپئے ششماہی ۶ روپئے
فی پرچہ ۵۰ پیسے
بیرون ہند کا محصول ڈاک
بحری ڈاک سے ایک پاؤنڈ … شلنگ
ہوائی ڈاک سے امریکہ، کناڈا اور
یورپی ممالک ۳ پونڈ
افریقہ، مشرق وسطیٰ و مشرق بعید ممالک ۲ پونڈ
پاکستان ۳۰ روپئے
بنگلہ دیش ۱۵ روپئے

جلد نمبر (۱۳) | ۲۵ر اگست ۷۶ء — ۹ر رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ | شمارہ نمبر ۲۰

اسحاق جلیس ندوی

یادِ رفتگاں

ہندوستان کے مایہ ناز مجاہد، عالم، مناظر و مہاجر حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی کے قائم کردہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے مہتمم و ناظم مولانا محمد سلیم صاحب کیرانوی مختصر علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امسال حج بیت اللہ کے موقع پر مولانا مرحوم کی دو بار زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا، ایک مرتبہ مدرسہ صولتیہ میں اور دوسری بار ہندوستانی سفارت خانہ کے عشائیہ میں۔

صحت مند جسم، سرخ و سفید رنگ، دوہرا بدن، باغ و بہار طبیعت اور دلآویز شخصیت۔ مولانا کا آبائی وطن کیرانہ ضلع مظفر نگر تھا، آپ کے دادا ماجد مولانا محمد سعید صاحب کیرانوی بانیٔ مدرسہ صولتیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے بھتیجے تھے، مولانا محمد سلیم صاحب کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی، مدرسہ صولتیہ کا قیام ۱۲۹۰ھ میں ہوا، مولانا محمد سلیم صاحب نے اسی مدرسے میں تعلیم حاصل کی اور فراغت کے بعد یہیں درس دیا۔

اپنے دادا ماجد کے بعد تقریباً نصف صدی تک اس مدرسے کے اہتمام و نظم کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھے۔ جن حالات میں مولانا محمد سلیم صاحب نے مدرسہ کے نظم و انتظام کی ذمہ داری سنبھالی وہ بڑے صبر آزما حالات تھے، لیکن بڑی پامردی سے انہوں نے ان حالات کا مقابلہ کیا اور مدرسہ کے وقار کو بلند رکھا۔

مدرسہ صولتیہ ایک دینی مدرسہ بھی ہے اور حجاز کے حاجیوں کا مرکز بھی۔ مولانا سلیم صاحب اور ان کے خاندان کے افراد کے حسن اخلاق اور جذبۂ خدمت نے اس مدرسہ کی اس حیثیت کو اور نمایاں کر دیا ہے۔

مولانا مرحوم جید عالم تھے، ساتھ ہی عربی، فارسی اور اردو شعر و ادب کا بھی بڑا لطیف اور شگفتہ ذوق رکھتے، بزرگوں کے اشعار نوک زبان تھے، ان کی تحریر شگفتہ اور منفرد اسلوب کا شاہکار ہوتی تھی، علماء اور دینی شخصیتوں سے خصوصی تعلق، مدارس اور دینی تحریکوں اور تنظیموں سے خلوص و یگانگت کا تعلق مرحوم کا شعار تھا۔ ندوۃ العلماء کے ۸۵ سالہ جشن تعلیمی کے موقع پر مولانا مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد شمیم کے ہمراہ مدرسہ صولتیہ کے ایک باوقار وفد نے شرکت کی، ایسے […] النفس، وسیع القلب، زندہ دل، مہمان نواز صاحب علم کی جدائی ایک عظیم سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی حسنات کو قبول فرما کر درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو ان کی راہ پر چلائے اور ان کی صفات و خصوصیات کا محافظ بنائے۔

مولوی طاسین ندوی مرحوم

سیلون سے آنے والے ایک خط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ […] مولوی طاسین ندوی انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انتقال کے وقت مرحوم کی عمر […] سال تھی، […] میں انہوں نے ندوہ سے فراغت حاصل کی اور اپنے وطن سیلون […] دینی خدمات انجام دیتے رہے، سیلون کے […] اسلامی […] اور دعوتی شخصیت کی حیثیت سے وہ معروف و متعارف تھے، ۱۹۶۲ء میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے ازہر پہنچے، جامعہ ازہر مصر میں داخلہ لیا، ۱۹۶۶ء میں وہاں کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی، اور پھر اپنے وطن آکر جامعہ نعیمیہ اسلامیہ کے پرنسپل اور سیلون یونیورسٹی میں لیکچرر کی خدمت انجام دیتے رہے۔ حق گوئی، اسلامی حمیت و غیرت اور دینی شخصیتوں اور جماعتوں کی اعانت میں ہمیشہ پیش پیش رہتے، سیلون کے عظیم دینی رہنما کا منصب انہیں حاصل تھا، سیلون جمعیۃ العلماء کے صدر اور جماعت اسلامی سیلون کے سابق امیر تھے۔

مادر علمی ندوہ اور ناظم ندوۃ العلماء مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ سے خصوصی تعلق تھا، امسال ماہ رمضان المبارک میں وہ حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا پروگرام بنا چکے تھے لیکن موت نے مہلت نہ دی ـــ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

تخلص بھوپالی

اردو کے نامور مشہور طنز و مزاح نگار تخلص بھوپالی کا اچانک قلبی دورہ پڑنے کے بعد اپنے وطن بھوپال میں انتقال ہو گیا۔ کل نفس ذائقۃ الموت۔

مرحوم تخلص بھوپالی نے پاندان والی خالہ اور خضور میاں جیسے دلچسپ کردار اور اپنی مزاحیہ تحریروں کے ذریعہ ریاست کی زوال پذیر تہذیب، معاشرت، متوسط و غریب طبقہ کی زبان، طرز گفتگو اور محاورات کو محفوظ کر دیا، ان کی تحریروں میں زیادہ تر بھوپال کی تہذیب اور مسلمانوں کے درمیانی طبقہ کی عکاسی ہوتی تھی، ان کی کتاب پوسٹ مارٹم مختلف شخصیتوں کا ایسا دلکش مرقع ہے جس میں انفرادیت بھی ہے اور تاثیر بھی۔ ان کے طنز و مزاح میں مقصدیت اور اصلاحی جذبہ کار فرما رہتا، ملک کے سیاسی حالات اور […] رنگ پر ان کا قلم دلچسپ پیرائے میں نشتر زنی کرتا، دینی حمیت، ملی غیرت ان کا ایسا امتیاز ہے جس کا دور دور تک کوئی […] ان سے اپنے قلم سے دین و ملت کی خدمت انجام دینے والے ایک باغ و بہار انسان کے اچانک انتقال کی روح فرسا خبر پر یقین کرنا مشکل تھا، ۶ر اگست کی رات بیٹھے بیٹھے ہی رہ گئے ـــ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے بیعت و ارادت کا تعلق تھا، مولانا کے متعلقین اور ندوی برادری سے ہمیشہ اپنے خلوص، محبت و عقیدت کا اظہار کرتے۔

خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

مولانا شریف الحسن صاحبؒ

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث مولانا شریف الحسن کی شخصیت مسند درس و تدریس کے اس خلا کو پُر کرنے والی تھی جو ہمارے اکابر کے جانے سے پیدا ہو گیا ہے، افسوس کہ اپنی زندگی ہی میں وہ خود ایک خلا چھوڑ کر اس دنیا سے تشریف لے گئے ـــ انتقال کے وقت عمر صرف ۵۵ سال تھی، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں عرصہ تک شیخ الحدیث رہے، دیوبند پیدائشی وطن تھا اور دارالعلوم دیوبند مادر علمی۔ اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت فرمائے اور دارالعلوم کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔

حکیم مشتاق احمد مرحوم

حکیم سید مشتاق احمد ساکن قصبہ […] ضلع […] طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے، مختلف سیاسی اور ملی تحریکوں میں شریک، حضرت مدنیؒ اور حضرت شیخ الحدیث کے خصوصی تعلق اور ارادت مند، حافظ قرآن تھے، ڈھائی تین سال ہوئے […] ایک حادثہ میں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، […] جب سفر کے قابل ہوئے تو ندوۃ العلماء کے جشن تعلیمی میں شرکت کے لئے لکھنؤ تشریف لائے […] بیمار ہوئے، اس وقت سے صحت برابر […] ہوئی تو پھر سنبھل نہ سکے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرمائے۔

رمضان کا آخری عشرہ

از: سید محمد الحسنی

ایک ہی بارش سے ایک طرف لالہ و گل کا چمن زار بھی تیار ہو جاتا ہے اور دوسری طرف زہریلے اور خاردار پودے بھی اپنا سر نکالتے ہیں، چٹان پر بارش کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہ پاتا اور نرم و شاداب زمین باران رحمت سے اپنی جھولیاں بھر لیتی ہے اور دل بھر کر اپنی پیاس بجھاتی ہے، پھر اس خوش قسمت زمین میں یہ فرق ہے کہ یہی باران رحمت کہیں مہکتے ہوئے گلاب کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے...... کہیں خاردار بد وضع پودے کی شکل میں، کہیں صرف گھاس اگتی ہے اور کہیں گھاس بھی نہیں اگتی، پھر گھاس کے اقسام میں بھی فرق ہے، شاید اسی بات کو قرآن مجید کے سلسلہ میں یوں کہا گیا ہے "یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا" (بہت سے اس سے گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے اس سے ہدایت حاصل کرتے ہیں) یہی حال رحمت خداوندی اور فضل الٰہی کا ہے۔ وہ اگر کسی طلب جستجو، بلا استعداد اور بلا صلاحیت عام ہے تو طلب صادق، محنت اور استعداد کا ہے۔ اگر "ظرف" ہی چھوٹا ہے تو وہ بادہ ناب کا کیا قصور اور ساقی پر کیا الزام ہے

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کرم اور اس کا دریائے رحمت اس مبارک مہینہ میں اس طرح جوش میں آتا ہے کہ کسی کو خالی اور محروم نہیں رکھتا

بیگانہ کا ہو دم بھی محروم نہیں ہے

یوں بھی اس کا اعلان ہے کہ ـــ "جو میری طرف ایک قدم اٹھاتا ہے میں اس کی طرف دو قدم بڑھاتا ہوں، جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں" اس کی نگاہ اپنے جلوہ کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے، اور وہ توبہ کرنے والے اور مغفرت چاہنے والے کو بہت پسند کرتا ہے، لیکن اس مہینہ میں اس کی رحمت و مغفرت کی شان ہی دوسری ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رمضان المبارک میں ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے "یا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر" (اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھو اور اے شر کے تلاش کرنے والے پیچھے ہٹو) اسی لئے پست ہمتوں، غفلت شعاروں اور نفس کے ماروں کے لئے بھی یہ مہینہ بڑی امید اور برکت کا ہے، اور خدا کی مدد شامل ہو تو اس میں دل کی گرہ کھل سکتی ہے اور قسمت بدل سکتی ہے۔ اس مادی دنیا میں آدمی جتنا اوپر جاتا ہے ہوا کا دباؤ کم ہوتا ہے اور اس کو بلندی کی طرف جانے میں آسانی ہونے لگتی ہے اور ایک وقت وہ آتا ہے جب زمین کی کشش بالکل ختم ہو جاتی ہے، یہی حال روحانی دنیا کا بھی ہے، آدمی صبر و تقویٰ، مجاہدہ و عزیمت، اتباع سنت اور شوق و محبت میں جتنی ترقی کرتا ہے اور اس میدان میں جتنا آگے بڑھتا ہے، مادیت کی کشش، نفس کی طاقت اور حیوانی جذبات اسی قدر کمزور ہوتے جاتے ہیں اور ان کی کشش اور طاقت روز بروز مضمحل ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ وقت آتا ہے کہ وہ اس کی کشش سے بالکل باہر ہو جاتا ہے، اور یہ خوشخبری اس کے کانوں میں صاف سنائی دیتی ہے "یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں بھی یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ لوگ بھی جو اور مہینوں میں نفس و شیطان کے غلبہ سے بچاؤ نہ کر سکے اور جن...... میں یہ طاقت نہ تھی کہ حیوانی اور بہیمی جذبات پر قابو پا سکیں اور زمام نفس کو مضبوطی سے تھام لیں وہ آگے بڑھیں اور ہمت کر کے اس مہینہ کی برکت سے فائدہ اٹھائیں، اور اپنی گزشتہ کوتاہیوں اور ناعاقبت اندیشیوں پر ندامت کے آنسو بہائیں۔

یہ آخری عشرہ جو اب گزر رہا ہے اس لحاظ سے اور توجہ کے قابل ہے کہ لیلۃ القدر (شب قدر) زیادہ تر اسی میں ہوتی ہے اور اعتکاف جیسی نعمت اسی میں میسر آتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں تلاش کیا کرو۔

خدا توفیق دے تو یہ عشرہ کسی مسجد میں پڑ رہنے کا ہے، کہ اس طرح اعتکاف میں دن و رات کا پورا حصہ صرف ایک دھن، ایک خیال اور ایک فکر میں گزرے گا، اور اپنے مالک و مولیٰ کو طرح طرح سے راضی کرنے کا موقع ملے گا اور دنیاوی مشاغل الگ ہو جائیں گے۔ پھر لیلۃ القدر کی تلاش، اور طاق راتوں میں عبادت و مناجات اور خدا کی طرف رجوع، جتنا سکون کے ساتھ آسانی اور سہولت سے اعتکاف میں ہو سکتا ہے اتنا کسی دوسری جگہ اور ذریعہ سے نہیں ہے، لیکن خلوص اور ہمت سے کام لیا جائے تو جگہ سے وہ بات آسانی سے میسر ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اعتکاف کرنے والا کسی دنیاوی غرض سے اللہ قریب سے قریب تر ہو جاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ان ساعات سے فائدہ اٹھانے کی تمنا دل سے لگی ہو اور نظر خدا کے در رحمت پر جمی ہو۔

اگر یہ بات حاصل ہے تو آدمی کا مقصد حاصل ہے اس لئے کہ ٹوٹے ہوئے دل کی صدا اور خدا کی رحمت شامل پر پورا بھروسہ وہ جنس ہے جو اللہ کی نظر میں بڑی بڑی ریاضتوں اور عبادتوں سے بھی بڑھ کر ہے اور یہ ادا اس کے دربار میں سب سے زیادہ محبوب و مقبول ہے۔

اگر اس نعمت فرق کا ایک ذرہ بھی حاصل ہو تو اپنے کو خوش قسمت سمجھنا چاہئے، خدا کا شکر بجا لانا چاہئے اور کسی حالت میں مایوس اور بد دل نہ ہونا چاہئے ـــ

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزہ ہو

شب قدر کی اہمیت اور اعتکاف کی فضیلت کے بارہ میں چند احادیث پر یہ بات ختم کی جاتی ہے ورنہ حق تو یہ ہے کہ عمل کا جذبہ ہو اور دل زندہ ہو تو ایک حدیث اور ایک آیت بلکہ کسی مرد (صالح کا) ایک جملہ دل کی دنیا بدل دینے کے لئے کافی ہے اور جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ تھا ان کے ساتھ اس قسم کے واقعات اکثر پیش آئے ہیں۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا ساری ہی خیر سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہی ہے۔

حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر مجھے شب قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں، حضورؐ نے فرمایا کہو، "اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی" اے اللہ تو بیشک معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معاف کرنے کو پس معاف فرما دے مجھے۔

آخری عشرۂ رمضان المبارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آخر عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک کرتے تھے، ان کے الفاظ ہیں:

شد مئزرہ واحیا لیلہ وایقظ اهلہ (یعنی کمر کس لیتے تھے اور شب بیداری فرماتے تھے، اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

ایک دوسری حدیث میں اعتکاف کے لئے یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

من اعتکف یوما ابتغاء وجہ اللہ جعل اللہ بینہ وبین النار ثلاث خنادق ابعد کما بین الخافقین (جس نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دن بھی اعتکاف کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیں گے جن کی مسافت آسمان و زمین کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی۔

معتکف کے لئے ایک اور حدیث میں فضیلت آئی ہے، ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہؐ نے معتکف کے بارہ میں فرمایا، وہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کے لئے۔

رمضان المبارک کی ان برکتوں، رحمتوں اور اس کی خصوصیت و اہمیت پر ایک حدیث اور پیش کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مبارک ایام سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور سیئات و منکرات سے محفوظ رکھے اور ان کم نصیبوں میں ہمارا شمار نہ فرمائے جن کی آنکھیں ان دنوں میں بھی بند رہیں اور جن کے قلوب پہلے کی طرح اس مہینہ میں بھی سخت اور غافل رہے۔

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے قریب حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ آ گیا ہے جو بڑی برکت والا ہے، اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ نازل فرماتے ہیں، خطاؤں کو معاف کرتے ہیں، دعا کو قبول کرتے ہیں، تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر کرتے ہیں، پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ، بد نصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔

تعمیر حیات کی ایجنسیاں متوجہ ہوں۔

تعمیر حیات کی ایجنسیوں، خریداروں اور قارئین کی خدمت میں۔

(۱) تعمیر حیات کی تمام ایجنسیاں اس ماہ کے آخر تک اپنا بقایا ادا کر دیں، ورنہ بل اور پرچہ بذریعہ وی۔ پی بھیجا جائے گا۔

(۲) جن خریداروں کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہو وہ جلد اپنا زر سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں وی۔ پی کا انتظار نہ فرمائیں۔

(۳) خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور درج فرمائیں (۲) جواب طلب امور کے لئے جوابی خط بھیجئے (۵) اگر پرچہ نہ پہنچے تو ۱۵ دن کے اندر لکھیں۔

(منیجر)

ڈاکٹر ارشد حسین ندوی

ماہ رمضان المبارک

جس کا ہر لمحہ لعل و گہر سے زیادہ قیمتی ہے

روزہ کیا ہے؟ روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں رکنا، چپ رہنا یعنی اپنے آپ کو گناہوں اور برائیوں سے بچائے رکھیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف صبح سے غروب آفتاب تک بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام روزہ ہے حالانکہ یہ روزہ کی ظاہری صورت ہے، روزہ تو اسے کہتے ہیں کہ ان باتوں کے ساتھ ساتھ نفس کی ہر اس خواہش کو دبایا اور کچلا جائے جو اللہ کی مرضی اور اس کی خوشنودی کے خلاف ہو۔ غرضیکہ روزہ کی حالت میں ہمارا جسم اور ہماری روح اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ فحش اور لغو باتیں نہ کرے اور نہ جہالت (غصہ) کرے یہاں تک کہ اگر کوئی اس سے لڑنے پر آمادہ ہو اور گالی دے تو یہ کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں"

(مسلم)

لیکن اگر ہم روزہ رکھنے کے بعد بھی مکر و فریب، جھوٹ و دغا سے باز نہ آئیں، مال و دولت جاہ و عزت کو غلط طریقہ سے حاصل کرنے کی حرص و ہوس ہمارے دلوں سے نہ نکلے اور ہم احکام الٰہی کی اتباع نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کو ہمارے روزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کے کام کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔" (بخاری)

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کو برائیوں سے بچنے کی ڈھال بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"روزہ برائیوں سے روکنے کی ڈھال ہے" (مسلم)

لیکن روزہ اسی وقت تک ڈھال ہے جب تک اس میں سوراخ نہ کرے۔ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"روزہ اس وقت ڈھال ہے جب تک اس میں سوراخ نہ کر دے" صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس میں سوراخ کس چیز سے ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔"

(مجمع الفوائد بحوالہ طبرانی)

روزہ کا مقصد: روزہ کے تمام شرائط اگر ہم سے پورے پورے ادا ہو جائیں تو ہمارے دل تقویٰ کے نور سے منور ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ (بقرہ ۲۳)

تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو انسان کو بھلائی کی طرف لے جاتی ہے، برائیوں سے بچنے پر آمادہ کرتی ہے، اللہ کے احکام پر عمل کرنے کی طرف راغب کرتی ہے اور اس کے احکام کی نافرمانی سے روکتی ہے۔ انسان کو مادی چیزوں کی حرص و ہوس سے محفوظ رکھتی ہے اس موقع پر جب کہ دل میں غلط کام کے لئے جذبات کا تلاطم برپا ہوتا ہے اس وقت یہی تقویٰ انسان کو گناہ سے بچاتا ہے۔

جن کے دلوں میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے وہ زندگی کے ہر مرحلہ میں اللہ کے احکام کے مقابلہ میں مال و دولت، جاہ و عزت کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ اس کے احکام کی اتباع میں ان کو جس قدر بھی نقصان ہو وہ اس کو برداشت کرتے ہیں لیکن جادہ حق سے بال برابر ہٹنا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ان کی زندگیاں گناہوں کی گندگی سے پاک ہو جاتی ہیں۔ یہی تقویٰ کو پیدا کرنے کے لئے روزہ ہماری زندگی کو گناہوں کی گندگیوں سے پاک کرنے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ہم سے پہلے کے لوگوں پر روزہ فرض کیے۔

روزہ رکھنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ بھوک و پیاس کے دن ہمارے پر کیا گزرتی ہے جو غریب لوگوں کی وجہ سے بھوکے رہتے ہیں۔ اور صاحب ثروت تمام سے ... ہیں کہ ان کے سحر میں دو دن کی ایک پیالی تک بھی نہیں پڑتی ہے ہم ان کے حالات سنتے ہیں ان کو خود اسی حالت میں دیکھتے ہیں لیکن ان کی طرف توجہ کئے بغیر گزر جاتے ہیں۔ ان کی پریشانی اور تکلیف کا کوئی احساس ہمارے دل میں نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو خود بھوکا نہ ہو اسے دوسرے کی بھوک کا اندازہ نہیں ہو سکتا، جو خود پیاسا نہ ہو اسے پیاس کی تکلیف کا کیا احساس ہوگا، لیکن جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو ہم کو اندازہ ہوتا ہے کہ فاقہ سے کتنی تکلیف اور اذیت ہوتی ہے۔ روزہ ہمارے ہمدردی اور رحم کے جذبہ کو بیدار کرتا ہے کہ جب ہم لوگوں کو اس حال میں دیکھیں تو ہم اپنے کھانے پینے کے حصہ میں ان کو شریک کریں، اپنی بھوک و پیاس کو یاد کر کے ان کی مدد کریں۔

ماہ رمضان المبارک: روزہ کی ان برکتوں کے ساتھ ماہ رمضان المبارک کی برکتوں کو بھی یاد کیجئے جس کا ہر لمحہ ہمارے خدا کی رحمتوں کا خزانہ ہے۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین مقید کر دئے جاتے ہیں۔" (مسلم)

گناہوں کے ختم ہونے اور نیکیوں کے پھلنے اور پھولنے کا موسم شروع ہونے والا ہے، خطاؤں اور لغزشوں کا مبارک وقت ہمارے سامنے ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں:

"جس نے ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔" (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں مسلمان کا دل و دماغ بیدار رہے روزہ کے مقصد سے کسی وقت غافل نہ ہو اسی لئے کہ احتساب کے بغیر اعمال کے صحیح نتائج نہیں پیدا ہوتے ہیں اور نہ اعمال میں برکت ہوتی ہے اسی لئے اگر ایمان و احتساب کے ساتھ روزہ رکھے جائیں تو روزہ کے اجر کے سوا اللہ تعالیٰ گناہ صغیرہ بھی معاف فرما دیں گے۔

یہی وہ مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کو وہ پانچ چیزیں دی جاتی ہیں جو کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے۔

"میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو ان سے پہلے کی امتوں کو نہیں دی گئیں"

(۱) روزہ دار کے منھ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

(۲) فرشتے ان کے لئے اس وقت تک بخشش کی دعا مانگتے ہیں جب تک افطار نہیں کرتے۔

(۳) شیاطین اس ماہ میں مقید کر دئے جاتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ ہر روز جنت کو مزین کرتا ہے کہ عنقریب نیک بندے اس میں داخل ہوں گے اس میں انہیں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہوگی۔

(۵) رمضان کی آخری رات کو ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

(ترمذی)

یہی وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جب مغفرت اور بخشش کی ہر طرف ہوائیں چلتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اے لوگو! برکت والا مہینہ آگیا اس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کر کے خدا کا قرب حاصل کرے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیا، یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے، اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس مہینہ کا اول حصہ رحمت ہے، بیچ کا حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے۔" (مشکوٰۃ)

جنت کا ایک دروازہ روزہ داروں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے کہ اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکیں گے حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جنت میں ایک دروازہ ہے اس کا نام 'ریان' ہے اس سے قیامت کے روز صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکیں گے ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں داخل ہوگا جب وہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند ہو جائے گا۔"

(بخاری و مسلم)

شب قدر: اسی ماہ مبارک میں وہ رات آتی ہے جس کے لئے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ...

ہیں :-

لیلۃ القدر خیر من الف شہر شب قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے

یہی وہ شب مبارک ہے جس کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادتوں سے بہتر ہے یہی وہ شب مبارک ہے جب قرآن پاک لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا اور اسی مبارک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے اس کو اتارا شب قدر میں

یہی وہ برکت والی رات ہے جس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ ہر طرح کی خیر و برکت لے کر زمین پر اترتے ہیں۔

تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم اترتے ہیں فرشتے اور روح (جبرئیل) اس میں اپنے رب کے حکم سے۔

اور اللہ کے عبادت گذار بندوں کے لئے رحمت پروردگار کی دعا مانگتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"شب قدر میں حضرت جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور ہر بندے کے لئے جو کھڑے اور بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا سلسلہ عبادت گذار بندوں پر صبح تک ہوتا رہتا ہے۔ یہ شب مبارک رحمت و برکت امن و سکون کی شب ہوتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

سلام ھی حتی مطلع الفجر امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک

یہ شب مبارک رمضان کے آخری عشرہ کی کسی رات میں سے ہوتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" (بخاری و مسلم)

اب غور کیا جائے کہ جب دو دو ایسی بابرکت عبادت اور ماہ رمضان المبارک جیسے خیر و برکت کے دن و رات اکٹھا ہو جائیں تو خدا کی بے اندازہ رحمت کا تصور کون کر سکتا ہے ؟

بے شک وہ لوگ انتہائی خوش قسمت ہیں جو اپنے خیر و برکت کے اوقات کی قدر کو پہچانیں اور اس کے ہر لمحہ کو اپنے عمل و فکر سے زیادہ قیمتی بنائیں۔

رمضان المبارک کا نظام العمل

۱۔ نماز با جماعت کی پابندی — کہ ارشاد نبوی ہے :

"سراسر ظلم ہے، کفر ہے اور نفاق ہے اس شخص کا فعل جو اذان سنے اور مسجد کو نہ جائے۔"

۲۔ تراویح کا اہتمام — کہ بغیر عذر اس کا ترک گناہ ہے۔

کے علاوہ

۳۔ قضا نمازوں کی تکمیل — کہ اس سے مفر نہیں۔ چنانچہ ایک نماز چھوڑنے پر ایک حقب کی سزا بتلائی گئی ہے۔

۴۔ نوافل کی ادائی — کہ اس سے بندہ اپنے رب سے قریب ہوتا ہے (مثلاً تہجد، اشراق، چاشت، اوابین وغیرہ۔ خصوصاً تہجد جس کی ادائی آسان بھی ہے)

۵۔ تلاوت قرآن کی کثرت — کہ یہ قیامت میں مقبول سفارشی ہوگا اور جو اسی ماہ میں نازل ہوا)۔

۶۔ ذکر و تسبیح میں انہماک — کہ یہ نسخہ ہے کم خرچ بالانشیں۔ مثلاً کلمۂ طیبہ، تیسرا کلمہ، درود شریف۔ استغفار وغیرہ۔

۷۔ دُعا میں زیادتی — کہ یہ عبادت کا مغز ہے۔ خصوصاً افطار کے وقت۔ سارے مسلمانوں کے لئے بلکہ انسانیت کے لئے۔

۸۔ صالحین کی سنت، دینی کتب کا عمل کی نیت سے مطالعہ کہ

"بے علم نتواں خدا را شناخت"

اور علم ہی عمل کا امام ہوتا ہے۔

۹۔ صدقہ و خیرات، صلہ رحمی، حاجت روائی، دینی اداروں کی امداد وغیرہ بحد امکان — کہ صدقہ بلاؤں کو دور کرتا ہے، عمر کو بڑھاتا ہے اور رزق میں زیادتی کا سبب ہے۔

ان امور سے باقی ماندہ اوقات میں

— خاموشی اختیار کرنا — کہ حدیث نبوی ہے۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ یعنی جو چپ رہا وہ نجات پایا۔ نجات غیبت سے، جھوٹ سے، گالی سے، لایعنی باتوں سے۔

دور رمضان کے بعد!

کم از کم نماز با جماعت پر استقامت۔

طالب دُعا
سید انور دین قمری
جھونگر R.F.

حیات خلیل

یعنی حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کی مفصل سوانح حیات

● خاندان اور وطن ● علمی و سیاسی ماحول ● مشہور شخصیتیں اور خانوادے ● تعلیمی، تدریسی اور تنظیمی سرگرمیاں ● صفات و کمالات ● علمی و دینی خدمات ● تزکیہ نفوس ● ارشادات و ملفوظات ● تصنیفات و تالیفات ● ہمعصر علماء و مشائخ کی رائیں ● خلفاء و مجازین کا تذکرہ اور مظاہر علوم کی مختصر تاریخ۔

حسب ایماء : حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی۔

مرتبہ : محمد ثانی حسنی ندوی مظاہری مدیر "رضوان"

سائز ۱۸×۲۲ صفحات ۴۲۸۔ مجلد خوبصورت گرد پوش قیمت ۲۰/- روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ضرورت مند حضرات فوراً لکھیں

ملنے کا پتہ : مکتبہ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ

اعتکاف — اور — شب قدر

اعتکاف رمضان کے فوائد اور مقاصد کی تکمیل کے لئے ہے، اگر روزہ دار کو رمضان کے پہلے حصہ میں وہ سکون قلب، جمعیت باطنی، فکر و خیال کی مرکزیت، انقطاع الی اللہ کی دولت، رجوع الی اللہ کی حقیقت، اور اس کے در رحمت پر پڑے رہنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی تو اس اعتکاف کے ذریعہ وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے۔

علامہ ابن القیم لکھتے ہیں۔

"اعتکاف کی روح اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے اس کے ساتھ جمعیت باطنی حاصل ہو، اشتغال بالخلق کی نعمت میسر آئے اور یہ حال ہو جائے کہ تمام افکار و ترددات اور ہموم و وساوس کی جگہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت لے لے، ہر فکر اس کی فکر میں ڈھل جائے اور ہر احساس و خیال اس کے ذکر و فکر اور اس کی رضا و قرب کے حصول کی کوشش کے ہم آہنگ ہو جائے، مخلوق سے انس کے بجائے اللہ سے انس پیدا ہو اور قبر کی وحشت میں جب کوئی اس کا غمخوار نہ ہوگا، یہی انس اس کا زاد سفر ہو، یہ ہے اعتکاف کا مقصد جو رمضان کے افضل ترین دنوں یعنی آخری عشرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

"چونکہ مسجد میں اعتکاف جمعیت خاطر، صفائی قلب، ملائکہ سے تشبہ، شب قدر کے حصول کا ذریعہ اور طاعت و عبادت کا بہترین و پرسکون موقع ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عشرہ اواخر میں رکھا ہے اور اپنی امت کے محسنین و صالحین کے لئے اس کو سنت قرار دیا ہے۔"

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام طور پر عبادت و ریاضت اور مسنون افعال میں بھی ہر چند کہ باوجود ہمہ اس کی پابندی کی جو عادت آپ نے رمضان کے عشرہ اواخر میں سنت مؤکدہ کی حیثیت سے کی، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں برابر اعتکاف فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے انتقال فرمایا، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج نے اعتکاف کا معمول قائم رکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف فرماتے تھے، جس سال آپ نے انتقال فرمایا اس سال آپ نے بیس دن اعتکاف کیا۔

شب قدر: قرآن و حدیث میں شب قدر کی فضیلت بہت اہمیت کے ساتھ متعدد جگہ بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہ وما ادراک ما لیلۃ القدر ہ لیلۃ القدر خیر من الف شہر ہ تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر ہ سلام ہی حتی مطلع الفجر ہ"

(بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، اس رات فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کے لئے سلامتی (ہی سلامتی) ہے وہ رات طلوع فجر تک)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "شب قدر میں جو ایمان و احتساب کے ساتھ عبادت کرے گا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و رحمت سے اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ مسلمان اس کی جستجو میں اپنی طلب اور ہمت دکھائیں اور وہ سب آخری راتیں انکی تلاش میں قیام و عبادت اور دعا و مناجات میں گزاریں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری رات بیدار رہتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے تھے اور کمر کس لیتے تھے۔

احادیث کا بیان ہے اس پر ہے کہ شب قدر آخری عشرہ میں اور اس کی بھی آخری طاق راتوں میں ہے اور طاق راتوں میں بھی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض کو آخری سات دنوں میں خواب میں شب قدر دکھائی گئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے، حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف اور گوشہ نشین ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو"۔

حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے شب قدر پر حدیث و قرآن اور تجربہ و وجدان دونوں حیثیتوں سے کلام کیا ہے "حجۃ اللہ البالغہ" میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"جاننا چاہئے کہ شب قدر دو قسم کی ہے ایک وہ جس میں آسمان سے فیصلے کئے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں قرآن مجید (سماء دنیا پر) پورے کا پورا نازل ہوا اس کے بعد تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا، یہ رات سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ رمضان ہی میں ہو، البتہ گمان غالب رمضان ہی میں ہونے کا ہوتا ہے، نزول قرآن کے موقع پر یہ رات رمضان ہی میں تھی۔

دوسری وہ ہے جس میں ایک قسم کی روحانیت محسوس ہوتی ہے، فرشتے زمین پر اترتے ہیں، مسلمان اس رات میں طاعت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کے انوار و برکات سے ایک دوسرے کو فیض پہنچتا ہے، فرشتے ان سے قریب حاصل کرتے ہیں، شیاطین ان سے دور بھاگتے ہیں، ان کی دعائیں اور طاعات قبول کی جاتی ہیں، یہ رات ہر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں گھومتی ہے، یہ مقدم مؤخر ہو سکتی ہے لیکن رمضان ہی میں ہوتی ہے، اس لحاظ سے جو پہلی رات مراد لیتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ سال کے اندر ہوتی ہے اور جس کی مراد دوسری رات ہوتی ہے وہ یہ کہتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں پائی جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب زیادہ تر آخری سات دنوں کے متعلق ہے پس جو اس کو تلاش کرنا چاہے وہ آخری سات دنوں میں تلاش کرے"، ایک مرتبہ یہ ارشاد ہوا کہ "یہ رات مجھ کو دکھائی گئی، میں نے دیکھا کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ کر رہا ہوں اور یہ اکیسویں شب تھی" اس سلسلہ میں صحابہ کرام کا اختلاف دراصل اختلاف وجدان و تجربہ ہے۔"

دو واقعات

حکیم اجمل خاں نہایت طاقتور اعصاب کے مالک تھے اس کے باوجود بے حد رقیق القلب انسان تھے۔ یہاں دو واقعات نقل کئے جاتے ہیں

ایک نابینا شاعر دہلی کے کوچہ بلاد میں اکثر خواجہ میر درد کی غزل گاتا پھرتا تھا، ایک بار وہ شریف منزل میں آنکلا اول رات کا وقت تھا اور گرمی کا زمانہ۔ شریف منزل کے صحن میں تخت بچھے ہوئے تھے، اور حکیم اجمل خاں صاحب اور ان کے احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ دوست احباب سب اور عزیزوں کی صحبت خاص کا وقت تھا۔ نابینا نے پڑھا

تجھیں جند پہنچ دے دعا ... کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے

حکیم صاحب بے قرار ہو گئے، اور بار بار ضبط نفس کی کوشش کرتے رہے مگر آنسو بے اختیار نکل پڑے اور جب اس نے یہ شعر پڑھا

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

تو اس طرح روئے کہ رقت طاری ہو گئی۔ آخر ہم نشینوں نے گانے والے کو روک دیا، لیکن اندیشہ ہوا کہ کہیں قلب کا دورہ نہ پڑ جائے۔

ایک اسکول کے احاطہ میں ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا، خود حکیم صاحب قبلہ صدر تھے۔ رات کو شاہ سلیمان صاحب پھلواروی کی تقریر ہوئی اور شاہ صاحب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کا مشہور واقعہ سلسلہ تقریر میں بیان کیا کہ وہ نماز میں تھے کہ حالت نماز میں آپ پر قاتلانہ وار کیا گیا اور مسجد سے اٹھا کر گھر لایا گیا، زخم کاری تھا اور حضرت کا جسم ... کہ حضرت ... نے ... اپنے قاتل کو ... جائے ... کہ اس کو ... بھی ... ہو۔

... حکیم صاحب کی ... جلسہ میں ... زار و قطار رو رہے تھے ... حکیم صاحب کی آنکھیں ...

مکتوب امریکہ

از محمد رابع حسنی ندوی
سائیرس اسٹریٹ
فلاڈلفیا، یو۔ ایس۔ اے

۱۳ ر ۷ ر

برادر معظم و محب محترم جناب مولانا محمد معین اللہ صاحب ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، کئی روز ہوئے آپ کو خط ارسال کیا تھا امید ہے کہ پہونچا ہوگا، آج اسپتال سے نکلنے کی اجازت ملی، ابھی فلاڈلفیا میں ہیں، اور ایک ہفتہ تک ذرا قریب ہی رہنا ہوگا اس لئے یہ مناسب سمجھا جارہا ہے کہ یہ ایک ہفتہ کا وقت بالٹی مور میں گذارا جائے جو یہاں سے ۱۰۰۔۵۰ میل ہی کے فاصلہ پر ہے۔ یہ یہاں سے جنوب مغرب کی طرف ہے جب کہ تقریباً اسی کے لگ بھگ فاصلہ پر بجانب شمال مشرق نیویارک ہے، بالٹی مور کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ وہاں آنکھوں کے ایک ماہر ڈاکٹر مسلمان ہیں اور محبت و تعلق کرنے والے اور ان کے مشورہ کے بعد ہی یہ آپریشن کیا گیا تھا ان کا خیال ہے کہ یہ وقت جب کسی دوسرے شہر میں گذارنا ہے تو بالٹی مور میں گذارا جائے کیونکہ وہ وہاں ہی دیکھتے بھالتے رہیں گے، ۲۰ جولائی کو ڈاکٹر Schenke نے دیکھنے کے لئے بلایا ہے لہٰذا اس تاریخ کو فلاڈلفیا پھر آنا ہے اس کے چند دن بعد وہ ٹانکے قطع کرنے کے لئے بلائے گا۔ بہرحال اس طرح یہ ماہ تو اسی کے نذر ہو جائے گا اور واپسی کا پروگرام اس کے بعد ہی ہو سکے گا دعا کیجئے ان طوالتوں سے خوبی اور کم وقت کے ساتھ فرصت ملے اور بخیر و صحت واپسی ہو کر آپ سب سے خوشی و عافیت کے ساتھ ملیں۔ بیٹہ صبیح صاحب ہی کا جاتے رہیے، وہ نسبتاً مرکزی مقام ہے نیز ٹیلیفون سے تو معلوم ہو جاتا ہے، اور خط بھی پڑھوا کر سن لیتے ہیں اگر کوئی خط ضروری ہو، چنانچہ آپ کے کئی خطوط ابتک پڑھوا کر سُنے ہیں۔

ماسٹر صاحب الحمد للہ بعافیت ۱۱ جولائی کو قبل عصر نیویارک پہونچ گئے، ٹیلیفون سے سلام و کلام بھی ہو گیا، ضروری با خیریت اللہ سے معلوم ہو گئی، دو ایک روز میں آکر ملنے کا وعدہ کیا ہے اور بتایا کہ ڈاک اور کتاب لائے ہیں، امید ہے کہ دو ایک روز میں وہ ملیں گے۔

ماموں جی مدظلہ کی آنکھ الحمد للہ حسب توقع بہتر ہوتی جارہی ہے، اور آپریشن کے اثرات آہستہ آہستہ ختم ہو رہے ہیں، یہاں ٹانکے کاٹنے کا رواج چار ہفتہ بعد ہے جبکہ ہندوستان میں ۱۲ روز بعد، ٹانکے بھی یہاں زیادہ لگائے جاتے ہیں جب کہ ہندوستان میں کم، آج ڈاکٹر نے رخصت کرنے سے قبل کل کا ٹانکوں میں سے دو کا ٹانکے کاٹ دیئے ہیں، آپ کے ہم لوگ شکر گزار ہیں کہ آپ برابر خط لکھتے رہے جب کہ ہمارے اہل تکیہ اور اہل دین آباد اس معاملہ میں اہمال کر گئے گھر کی خیریت بھی جو آپ کے ذریعہ مل گئی، گھر سے خطوط نہ آنے کی وجہ سے ماموں جی مدظلہ بہت ذہنی دباؤ میں رہے اور آپریشن بھی انھوں نے ایک عجیب تردد کی حالت میں کرایا اور اس کے دو روز تک سخت مضطرب رہے پھر الحمد للہ جیسے جیسے نتیجہ اچھا سامنے آتا گیا انشراح پیدا ہوتا گیا اب ان کو بھی اور ہم کو بھی تقاضہ ہے کہ ڈاکٹر ہندوستان جلدی واپسی کی اجازت دے تو یہ سفر جلدی ہی پورا ہو، ملک بھی دیکھ لیا، لوگوں سے بھی مل لئے، اب وطن واپسی کا تقاضہ ہے۔ یہاں کے مشاہدات و تاثرات ہم نے جستہ جستہ اپنے خطوط میں لکھے ہیں، آپ نے ضرور دیکھے ہوں گے بہت سی اچھی باتیں ہیں لیکن بعض باتیں قابل تقلید بھی نظر رہیں، والحکمۃ ضالۃ المؤمن فاین وجدہا فھو احق بہا، یہاں کے لوگوں نے مادی علم میں جس قدر ترقی ممکن تھی وہ کرلی اور اس علم سے اپنی مادی زندگی کو خوشنما اور ترقی یافتہ بنانے میں جو فائدہ اٹھا سکتے تھا وہ خوب اٹھایا ہے، اور ملک چونکہ مختلف قومیتوں اور مختلف رنگوں اور نسلوں پر مشتمل ہے اس لئے ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور آپس میں مشترکہ امور میں تعاون اختیار کرنے کا طریقہ بھی اپنایا ہے۔ اگرچہ تمام امور کے پیچھے مقصد مادی فائدہ ہے جس کو سب نے بخوشی قبول کر لیا ہے حکومت کا نظام بھی اسی احساس کو ملحوظ رکھتا ہے، چنانچہ وہ امور جو بظاہر نامعلوم ہوتے ہیں ان کے پیچھے بھی اجرت و نفع ہے، اس طرح دیکھیے بہت سی چیزیں یہ ظاہر بلا معاوضہ معلوم ہوتی ہیں اور یہ بے عقل کی ہی بات۔ اگر آخرت اور رضائے الٰہی پیش نظر ہو تو کم از کم دنیا کا نفع و ضرر تو پیش نظر ہو، ہمارے مشرقی ملکوں میں تو بکثرت جگہ دونوں پہلو مفقود ملیں گے، سڑکوں کا انتظام، سکونت کے لئے مکانات کے حصول کا انتظام، ملازمتوں کا انتظام، ریٹائرڈ یا از کار رفتہ لوگوں کے تکفل کا انتظام، علاج و صحت کی حفاظت کا انتظام، دیگر بشری و انسانی ضروریات کا انتظام یہ سب بہت باقاعدہ مفید اور نہایت معقول طریقہ سے مرتب کئے گئے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ان سب کے مصارف بھی مناسب طریقوں سے وصول کئے جاتے ہیں، چنانچہ ہر شخص کی آمدنی سے مختلف ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں، جس میں بچوں کی تعلیم کا ٹیکس، کارپوریشن کی طرف سے دی ہوئی سہولتوں کا ٹیکس، ریاستی حکومت کی طرف سے دی جانے والی سہولتوں کا ٹیکس، مرکزی حکومت کی طرف سے کئے جانے والے انتظامات کا ٹیکس اور پھر ریٹائرڈ یا ناکارہ ہو جانے کے بعد کے تکفل کا ٹیکس، اس طرح ہر ایک آدمی سے سب ملا کر ۲۰۔۲۵ فیصدی کے حدود میں ہوتا ہے وہ وہ تنخواہ دیتے وقت ہی وضع کر لیا جاتا ہے، آدمی کو خود ادا کرنے کی زحمت نہیں دی جاتی۔ اہم پلوں اور مخصوص شاہراہوں کا ٹیکس گذرنے والی موٹروں سے علیحدہ لیا جاتا ہے مگر ان سب کے معاوضہ میں اس کی موجودہ سہولتیں پوری پوری دی جاتی ہیں، بیشتر مصارف کے لئے انشورنس کمپنیوں نے اپنا جال بچھا رکھا ہے جس میں علاج بھی ہے، ورنہ یہاں علاج کے مصارف ناقابل برداشت ہیں، متوسط آمدنی والے کے بس میں بھی نہیں۔

شخصی ملکیت کا انتظام پورے ملک کا اصل نظام ہے، حکومت کے پاس صرف کرنسی، فارن اور فوج ہے اور شاید اس کے علاوہ صرف دو ایک چیزیں اور ہوں گی ورنہ باقی ہر طرح کے کام آزاد کمپنیوں کے پاس ہیں جو شہریوں کی ہیں، بعض سرمایہ داروں کی جن میں یہودی بھرے ہوئے ہیں۔ اور کمپنیوں کو چونکہ آپس میں مقابلہ پڑتا ہے اس لئے ان کا انتظام خوب چوکس ہے ہر محکمہ اور ہر کام میں آدمی سے وقت کی پابندی کے ساتھ روزانہ ۸ گھنٹے کام لیا جاتا ہے اس میں صرف گھنٹہ دو گھنٹہ درمیان میں لنچ کے لئے وقت چھوڑا جاتا ہے۔ ہاں دو بار دس پندرہ منٹ کے لئے مزید راحت بھی دی جاتی ہے اور جب سستی یا گڑبڑی ہو نکل سے نہ آنے کا نوٹس دے دیا جاتا ہے، اس مسئلہ میں جھگڑا نہیں ہوتا کیونکہ اور کیسے اور پہلے سے نوٹس کیوں نہیں دیا لہٰذا یہاں سب کی زندگی بہت مصروف اور محنت کی ہے اور سب کو شکایت کا وقت نہیں ملتا۔ بعض روشن خیال مسلمانوں کے بارے میں سُنا کہ وہ جمعہ بھی اتوار کے روز پڑھ لیتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ معاوضہ اچھا دیا جاتا ہے حکومت کا قانون ہے کہ کسی کا معاوضہ ۴ ڈالر فی گھنٹہ کے اعتبار سے کم نہ ہو۔ ہفتہ میں صرف پانچ روز کام لیا جاتا ہے اور معاوضہ صرف انہی دنوں کا ہوتا ہے چنانچہ ہفتہ میں کے دو خالی دن سب کی چھٹی کے ہیں۔

خواہ عمارت بنانے والا مستری ہو یا مزدور، بہرحال دو دن پوری قوم ہفتہ بھر کی کسر نکالنے میں صرف کرتی ہے امریکی قوم انگریزوں کے برعکس خلیق ہے ایک دوسرے سے کھل کر ملتے ہیں اور ظاہری اخلاق ضرور برتتے ہیں، منہ بنائے رکھنے کو پسند نہیں کرتے، اور جو فاروق خوش اخلاقی کے اندر آتا ہے ضرور کرتے ہیں، کسی سے کچھ دریافت کرو بہت خوشی سے بتائے گا اور اس کے دائرہ میں اگر کوئی تعاون ہو سکتا ہو تو کوشش کرے گا، اس کے بعض دلچسپ واقعات دیکھے، بہرحال امید ہے کہ آپ اور دیگر تمام اہل تعلق بخیر ہوں گے۔ سب جاننے والوں کو سلام کہئے، اب تو امتحان سالانہ بھی شروع ہونے کے قریب ہوگا، اللہ تعالیٰ سب کام حسن و خوبی انجام دلوائے۔ معلوم نہیں بخو مسلمہ آئے یا ابھی ہیں، ما شاء اللہ ہوں تو ان کو دعا کہئے۔

(۲)

فلاڈلفیا ۱۶ر جولائی

برادر معظم و محب محترم مولانا معین اللہ صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپ کو مفصل کرمنامہ جو کر نیویارک سے مولوی گلے جانے کے بعد موصول ہوا۔ خال معظم نے بھی سُنا اور اس کے مندرجات سے واقف ہوئے اور حالات و کوائف علم ہوئے، خال معظم نے اس کا جواب بھی کل آپ کو ارسال کر دیا ہے جو کہ آپ اور محمد میاں و واضح سلمہ کے نام مشترک ہے امید ہے کہ موصول ہو گیا ہوگا، حسب وعدہ ۱۴ر جولائی کو اسپتال جانا ہوا، ڈاکٹر نے آنکھ دیکھ کر اطمینان کا اظہار کیا، دعا کیجئے بہتر نتیجہ نکلے، دو ہفتہ بعد آنے کو کہا، آج بھی اس نے کہا کہ دو ٹانکے نکالنے اور باقی دو ٹانکے دو ہفتوں کے بعد نکالے گا، ان کے بعد ہندوستان واپسی کی اجازت کی امید ہے، لہٰذا اب بظاہر پروگرام ہے کہ دو ایک روز میں ہفتہ عشرہ کے لئے نیویارک جانا ہوگا

اور انشاء اللہ وہاں سے واپسی ۶ اگست کو اسپتال کے کام سے فرصت حاصل کی جائے گی اور اس کے دوسرے یا تیسرے روز ہندوستان کے لئے واپسی ہو رہی ہے ابھی کچھ طے نہیں ہے۔ انشاء اللہ نیویارک سے براہ راست دہلی جانا ہے۔ خدا کرے اس پروگرام میں کوئی زحمت نہ ہو اور اگست کے پہلے ہی ہفتہ میں ہندوستان بخیریت مراجعت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بخیر و صحت کے ساتھ ملائے اب جلد واپسی کا تقاضا ہے۔

ہم نے گذشتہ خط آپ کو ذرا مفصل لکھا تھا اس میں یہاں کے حسن انتظام و ترقی کا ذکر کیا تھا امید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا۔ آپ لوگ کہتے ہوں گے کہ سب اچھے ہی اچھے پہلو ہیں حالانکہ اس کے برعکس بھی یہاں بہت ہے اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اس کے تذکرہ سے وہاں پہنچتے ہی رہتے ہیں لیکن یہاں اس کا بھی مزید علم ہوا یہ امریکہ اور یورپ کی ساری ترقیاں اور زندگی کی خوبصورت تنظیم اپنے اندر اخلاقی لحاظ سے بڑے بڑے غار، بد نما دھبے اور داغ بھی خوب رکھتی ہے۔ نہ معلوم کیوں ان ساری عقل و دور اندیشی کے باوجود اس کی افادیت و ماہیت کو سمجھنے اور ان کی اصلاح کرنے سے یہ لوگ بالکل عاری ہیں۔ انفرادی زندگی ہو یا خاندانی، دونوں کا برا حال ہے، اخلاق سوزی، خود غرضی اور دنیا پرستی پوری طرح زندگی کے اندر راسخ ہے اور اس کو کچھ عیب بھی نہیں سمجھا جاتا۔ اخلاق سوزی کا یہ حال ہے کہ عورت و مرد کے درمیان جو اخلاقی لحاظ ہے وہ بالکل ناقابل توجہ بن چکا ہے، خواہ لباس ہو خواہ آپس کا ملاپ ہو اور خواہ طور طریق اور کھلی ہوئی منکرات ہوں، بعض علاقے پابند ہیں یا حکومت کی طرف سے ہیں تاکہ شہری نظم نہ بگڑنے دیں اس کی مجبوری ہے ورنہ نہ خود لوگ ان باتوں کو عیب سمجھتے ہیں اور نہ ان کے سرپرست اور ماں باپ، بلکہ ان باتوں میں احتیاط کو تعجب کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ خود غرضی کا یہ حال ہے کہ ہر بات صرف مادی نفع و ضرر پر منحصر ہے بلا اس سبب کے کوئی کسی پر ایک پیسہ نہیں خرچ کر سکتا اور نہ اس کی کسی طرح کی مدد کر سکتا ہے، مجبوروں، معذوروں کی ذمہ داری حکومت کی سمجھی جاتی ہے اور حکومت بھی ایسے حالات کے لئے ہر شخص سے اسی نام کا اس کی آمدنی سے مزید ٹیکس لیتی ہے تاکہ ایسے لوگوں پر صرف کر سکے۔ نہ ماں باپ کی ذمہ داری اولاد پر اور نہ اولاد کے جوان ہو جانے کے بعد ان کے پر خلوص مصارف ماں باپ پر، سب خود کریں خود فائدہ اٹھائیں۔ اس ملک میں رفاہ عام کا فائدہ نہیں دیکھا، چند باتیں رفاہ عام کی معلوم ہوئیں، لیکن ان کے پیچھے بھی لین دین کی بنیاد ہی ہیں، جیسا خرچ کرو فائدہ اٹھاؤ، البتہ ایسے حالات میں ملک پر ایسا نظر سے بچنے کے لئے تدبیریں اور انتظامات ہیں، مثلاً انشورنس زندگی کے ہر معاملہ میں ہے، حوادث اور ناگہانی کے مصارف میں اس سے مدد ملتی ہے خاص طور پر علاج کے سلسلہ میں جس میں کر بڑا تک مصارف ہوتے ہیں انشورنس والے ان کا ۸۰ فیصد برداشت کرتے ہیں کہ بقیہ ۲۰ فیصد بھی معمولی آمدنی والوں کے لئے باعث زحمت ثابت ہوتے ہیں ایسے معذور لوگوں کا علاج حکومت کے خرچ پر ہو سکتا ہے، اور بھی متعدد دشواریوں میں حکومت مدد کرتی ہے لیکن سب کے مصارف بصورت ٹیکس پہلے سے لے لیتی ہے۔

زبانی خوش اخلاقی یہاں تہذیب میں داخل ہے، ذرا جان پہچان پر آدمی ہنس کر ملتا ہے اور مزاج اچھے ہیں کہتا ہے لیکن پیسہ ایک دو خرچ کرے گا، اور اگر مسئلہ اپنی خواہش یا کسی منفعت کا ہو، انسانی ہمدردی کا ہر کام لوگوں نے خود صاحب معاملہ کا سمجھا ہے وہ نہ کر سکے تو حکومت جانے کسی کو کسی سے مطلب نہیں، یہاں سوائے اشیائے خوردنی کے ہر خریدی جانے والی چیز پر خریدار کو قیمت کا ۸ فیصد حکومت کو دینا ہوتا ہے، جو ان ٹیکسوں کے علاوہ ہے۔ آمدنی پر تقریباً ۲۰۔۳۰ فیصد کے اعتبار سے مختلف ناموں سے دینا ہوتا ہے۔ سرکاری سڑکوں پر گذرنے کا تو روز دینے بطور ٹیکس دیا جاتا ہے، تعلیم دلانا صرف ماں باپ کے ذمہ ہے لیکن ہائی اسکول تک تعلیم مفت ہے اور ہائی اسکول کے بعد طالب علم خود جزوقتی طور پر کمانے کے قابل ہو جاتا ہے اور ماں باپ کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے، سوائے اس کے کہ پرائیوٹ درسگاہوں میں تعلیم دلائی جائے یا بہت لاڈ پیار کی اولاد ہو، مدرسے علی العموم پرائیوٹ ہیں۔

وہ باتیں زیادہ تر چوری کی شکل میں ہے کسی کو بھی اگر چوری کا موقع ملے تو وہ چوری سے گریز نہیں سمجھتا ہے ایک میاں صاحب کسی معاملے [illegible] چوری کو ایسا موقع ملے کہ کوئی [illegible] تو [illegible] بات ہے [illegible] نیویارک میں [illegible] ہیں [illegible] عادتاً [illegible] کی حالت میں انجام صورت کے ساتھ [illegible] لوگوں کے [illegible] جاتے ہیں [illegible] لیکن [illegible] ہوتے ہیں [illegible]

کی جیب خالی کرا لیتے ہیں اور اگر نہ نکلے تو فوراً گولی مار دیتے ہیں اور بعض جگہ تو چاقو بھی چلا کر کام نکال لیتے ہیں۔ سفید امریکی بڑے کارنامے انجام دیتے ہیں خاص قانونی لحاظ سے بھی امریکیوں کا تعلق زر کے معاملہ میں جو ہیرا پھیری کمانے کے خاص مواقع حاصل ہیں، جنسی و اخلاقی بے راہ روی کے نتائج اس منزل تک پہنچ چکے ہیں کہ خود یہاں کے عقلاء بھی دنگ و ششدر ہیں روک تھام کرنے پر غور کرنے لگے ہیں مگر بظاہر کوئی امکان نظر نہیں آتا۔

سالہا سال سے گرانی ۱۰-۱۲ فیصدی کے اوسط سے برابر ہر سال بڑھ رہی ہے، لیکن ملک کی پیداوار کمائی سے زیادہ ہے اس لئے یافت میں اسی حساب سے اضافے کئے جاتے رہتے ہیں، البتہ جو لوگ یافت کے اس نظام میں نہیں آتے ان کے لئے بڑا مسئلہ ہے خاص طور پر کالوں پر زیادہ اثر پڑتا ہے کیونکہ ان کو معقول یافت کے مواقع کم ملتے ہیں اور اسی لئے ان کے یہاں حصول زر کے غیر مناسب ذرائع زیادہ ہیں ان کے علاقے بھی کم صاف ہیں، بعض علاقے ہندوستان کے محلوں سے بہتر نہیں معلوم ہوتے، ان کے علاقوں میں لوگ جان و مال کا خطرہ بھی زیادہ محسوس کرتے ہیں، نشہ آور اشیاء کے امریکی شیدا ہیں اور بہت سی نازیبا حرکات کا سبب بھی یہی نشہ ہے۔

بہرحال امریکہ کیا ہے ایک تضاد کا مجموعہ، انسانی علم و عقل کے عظیم ترین نتائج و کمالات بھی ہیں اور انسانی اخلاقیات کی بدترین مثالیں بھی، اور ہم روح و ضمیر تو ان دونوں پہلوؤں کے درمیان حیران و پریشان۔

یہ خط ہم فلاڈلفیا سے لکھ رہے ہیں، فلاڈلفیا امریکہ کا ایک بڑا شہر ہے نیویارک سے تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف ہے۔ آزادی کا منشور یہیں پاس ہوا تھا یہاں آزادی کا گھنٹہ ہے، یوم آزادی یہاں خاص طور پر منائی جاتی ہے یہاں ۳۰ لاکھ آبادی کہی جاتی ہے، تین یونیورسٹیاں ہیں جن میں سب ملا کر ایک لاکھ طالب علم ہوں گے یہ سب یونیورسٹی کے طلباء کی تعداد ہے، اسکول تعلیم کا حساب علیحدہ ہے، امریکہ میں تعلیم گاہیں بہت ہیں اور تعلیم کا نظم بھی بہت اچھا ہے، معلوم ہوا کہ یہودی طالب علم سب سے زیادہ محنت اور لگن سے پڑھتے ہیں اور کالے امریکی سب سے زیادہ بے توجہی کرتے ہیں، تعلیم سے بے توجہی کے سلسلہ میں یہاں بھی پست حالات معلوم ہوئے، سنا ہے کہ سفید امریکی کچھ قصداً بھی ایسا کرتے ہیں کہ کالے اگر بے توجہی کریں تو کرنے دیا جائے تاکہ سفید اور کالے کے درمیان فرق رہے لیکن کالوں کا قصور زیادہ ہے، اگر وہ توجہ کریں تو کون ان کو روکے گا، بعض بعض کو سنا کہ وہ ہائی اسکول سے کامیاب ہو کر نکلتے ہیں اور لکھنا پڑھنا تک نہیں جانتے یہاں امتحان سالانہ کی اہمیت نہیں ہے اس لئے یہاں کوئی ناکام نہیں ہوتا، سالانہ حاضری اور عمومی نظم سے ہی اصل نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے۔

اس ہفتہ ہم لوگوں کا قیام ٹیمپل یونیورسٹی سے متصل ایک صاحب کے فلیٹ میں ہے، سامنے یونیورسٹی نظر آتی ہے اس یونیورسٹی میں مذہبیات کا مستقل الگ شعبہ ہے اور بہت سے اسلامیات کے مشرقی طالب علم جو امریکہ آتے ہیں اس میں داخل ہوتے ہیں اس یونیورسٹی کی [illegible] کی وجہ سے ایک شہرت بھی ہے، وہ اسپتال جس میں مارون [illegible] نے آپریشن کرایا یہاں سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے اور وسط شہر سے متصل ہے، وہ اس شہر کی دوسری یونیورسٹی پنسلوانیا یونیورسٹی کا ایک شعبہ ہے اس کو دراصل ڈاکٹر [illegible] نے ہی قائم کیا تھا اب وہ اس کے ڈائرکٹر ہیں، ان کا اسپتال دنیا کے چند گنے چنے اسپتالوں میں ہے اور شاید آنکھ کے اسپتالوں میں دنیا کا سب سے اہم اسپتال ہے، آلات و انتظامات کے لحاظ سے [illegible] معلوم ہوتا ہے، ضرورت کے ہر آلہ اور مشین کا انتظام ہے اور اکثر سامان خود کار ہے اور جس کام کے لئے کمپیوٹر کی ضرورت ہے تو اس کے لئے وہ بھی موجود ہے چنانچہ مارون [illegible] کی آنکھ کے آپریشن کے دو ہفتہ بعد کمپیوٹر پر بھی چیک کیا گیا تھا، مختلف انتظامات کی صورت میں وہ اس کے مطابق ہر مریض سے فیس مصرف بھی زیادہ لیتے ہیں۔

امریکہ میں ہر شہر کا وسط اور مرکزی حصہ ڈاؤن ٹاؤن کہلاتا ہے، یہیں معمولاً بازار، شہر کی اصل چہل پہل اور بڑی عمارتیں ہوتی ہیں جو شہر جتنا بڑا ہو اس کا اتنا ہی زیادہ شاندار ہوتا ہے بلکہ زیادہ تر عمارتیں چالیس پچاس منزلہ یا زیادہ تر اونچی ہوتی ہیں ملک کی عمارتوں میں دراصل انہی کی اکثریت ہوتی ہے، کسی شہر کی عظمت دیکھنی ہو تو اس کے ڈاؤن ٹاؤن کو دیکھنا کافی ہوتا ہے۔

ماسٹر [illegible] صاحب غالباً [illegible] ٹرونٹو سے نیویارک آ گئے تھے ٹیلیفون پر کئی بار ملاقات [illegible] اور [illegible] صاحب بھی ساتھ تھے [illegible] اسپتال میں [illegible] ہیں۔

جناب [illegible] سلام کہئے۔

والسلام
محمد رابع حسنی ندوی

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

مطالعہ کی میز پر

حبیب اللہ ندوی

نقوش راہ : مصنف سید قطب شہیدؒ ۔ مترجم : عنایت اللہ سبحانی اصلاحی ۔ تقطیع ۲۲×۱۸
صفحات ۲۹۶ ۔ کتابت طباعت اوسط کاغذ عمدہ　　قیمت : پندرہ روپئے
ناشر : مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی

نقوش راہ ، دنیائے عرب اور عالم اسلام کے عظیم اسلامی مصنف و انشاء پرداز "فی ظلال القرآن" اور "العدالۃ الاجتماعیۃ" کے مصنف سید قطب شہیدؒ کی عربی تصنیف "معالم فی الطریق"

سید قطب شہیدؒ اپنی گرانقدر تصانیف، تحریکی زندگی، والہانہ جوش و جذبہ اور مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے عالمی شہرت کے مالک ہیں۔ آپ عصر حاضر میں احیاء اسلام کے پرجوش داعی، باطل نظریات و افکار کے لئے شمشیر براں، دینی و اسلامی جدوجہد کے مرد مجاہد، اور "الاخوان المسلمون" کے ہونہار قائد تھے۔ آپ نے پوری زندگی احیاء اسلام کی کوشش اور باطل کے خلاف جنگ میں گزار دی۔ ۱۹۶۶ء میں مصری حکومت نے صدر ناصر کے حکم سے آپ کو چند دیگر اخوانی رفقاء کے ساتھ پھانسی دے دی۔

آپ کی تصانیف کی تعداد خاصی ہے۔ یہ فکر کے عمق، مطالعہ کی وسعت، علم و تحقیق کی جامعیت اور احیاء و مجاہدانہ جذبات کے جامع اور اپنے موضوع میں منفرد ہیں۔ جدید علم کلام، اور دین و تحریک کے بارے میں گرانقدر رہنما اور عام کے لئے بہترین رہنما ہیں۔ "معالم فی الطریق" آپ کی آخری تصنیف ہے۔ اس میں تحریک اسلامی کے طریقہ کار، نقطۂ نظر، راہ میں پیش آنے والے مراحل اور دعوتی کاموں کا اسلوب، حکیمانہ انداز میں اور شریعت اسلامی کے مزاج کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ کتاب انتہائی موثر اور دلآویز ہے۔

یہ کتاب، سید شہیدؒ کے بارہ مقالات کا مجموعہ ہے۔ جو مختلف اوقات میں وقت کے تقاضے اور ضرورت کے تحت سید شہیدؒ لکھتے رہے۔ مجموعہ میں مقدمہ کے طور پر مصنف نے ایک مقالہ کا اضافہ کیا ہے۔ کتاب کے چند عناوین یہ ہیں۔ جیسے نسل قرآنی امت، قرآنی نظام کا مزاج، مسلم معاشرے کا قیام اور اس کی خصوصیات، لا الٰہ الا اللہ ایک نظام زندگی، جہاد فی سبیل اللہ، اسلام ہی تہذیب ہے، ہر جیتی انقلاب، ایمان کی سربلندی، یہی شاہراہ ہے وغیرہ۔

کتاب کی قدر و قیمت اور موضوع کی اہمیت اور ضرورت اس کی متقاضی تھی کہ اس کو اردو داں طبقہ تک پہونچایا جائے۔ اس ذمہ داری کو نوجوان فاضل جناب عنایت اللہ سبحانی صاحب نے انجام دیا ہے جو خود داعیانہ جذبہ رکھتے ہیں اور تحریکی زندگی سے وابستہ ہیں۔ کتاب "نقوش راہ" ۱۹۶۸ء میں منظر عام پر آئی اور مسلسل تین ایڈیشن شائع ہو کر مقبول ہو چکی۔ مترجم کی نظر ثانی اور ضروری اصلاح و ترمیم کے ساتھ چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع کیا گیا۔ اور یہی ایڈیشن اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ کتاب کا پیش لفظ مولانا جلیل احسن صاحب ندوی نے لکھا ہے۔ پھر دیباچہ میں مترجم نے کتاب اور صاحب کتاب کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ نئے ایڈیشن میں استاذ عبدالحق فودی (مصنف) کے ایک مضمون کے ترجمہ کا اضافہ بعنوان "شکار بی کردار میں اللہ کی برہان" کیا گیا ہے۔ جس میں سید شہیدؒ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے، مختلف ادوار و اطوار سے گذرتے ہوئے ان کے افکار و نظریات، نوع بنوع تحقیقی تصنیفات، ان کی تحریکی و اصلاحی کوششوں اور اس راہ میں پیش آمدہ آزمائشوں کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

یہ ترجمہ سلیس اور واضح ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ مصنف کا درد دل اور جذبہ اور کتاب کی اصل روح ترجمہ میں باقی رہے۔ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی اصلیت کو برقرار رکھتے ہوئے مصنف کے افکار و خیالات کی کمل اور صحیح ترجمانی کی گئی ہے۔ کتاب اس لائق ہے کہ ہر وہ جو دین اور اصلاح و تبلیغ کا جذبہ رکھتا ہو، اس کا مطالعہ کرے اور اس سے رہنمائی حاصل کرے۔

یادگار مجلہ "صحیفہ" مرادآباد　مرتب : ابوالبیان حماد عمری　۔　تقطیع کلاں صفحات ۵۰۰
کتابت طباعت متوسط سرورق خوبصورت ۔ قیمت درج نہیں۔

ناشر : جمعیۃ ابناء قدیم ، جامعہ دار السلام عمرآباد ، ضلع شمالی آرکاٹ ، تامل ناڈو

جامعہ دار السلام عمرآباد ، جنوبی ہندوستان کا ایک مشہور و معروف مرکزی ادارہ اور گہوارۂ علم و ادب ہے۔ اس مدرسہ کو عمرآباد کے ایک مخیر تاجر اور سرمایہ دار جناب کاکا محمد عمر صاحب نے ۱۹۲۴ء میں قائم کیا تھا۔ اس نے ترقی کر کے دار العلوم کی شکل اختیار کر لی اور اپنے تاسیس کے دن سے آج تک مفید خدمات انجام دے رہا ہے۔ سیکڑوں فرزندان توحید کو علم و تہذیب سے آراستہ کر کے دین و ملت کی خدمت کے لئے ملک میں پھیلا دیا۔

اس کے قیام کے پچاس سال گذرنے پر گذشتہ اپریل میں اس کی پچاس سالہ گولڈن جبلی منائی گئی۔ زیر نظر مجلہ اسی جشن طلائی کے موقع پر یادگار کے طور پر جمعیۃ ابناء قدیم جامعہ دار السلام نے شائع کیا ہے۔

مضامین و نگارشات کی تعداد کافی ہے اور ہر طرح کے موضوع پر مشتمل ہے مضامین قرطاس پر وزنی، تحقیقی اور معلومات افزا ہیں۔ ادبی اور علمی ابواب پر مشتمل ہیں۔ (۱) آئینۂ قرآن (۲) آئینۂ حدیث (۳) فقہ و اجتہاد (۴) علم و تحقیق (۵) سیرت و سوانح (۶) گہوارۂ علم و ادب (۷) شخصیات (۸) پیغامات (۹) ادبیات ۔

پہلے پانچ ابواب میں مختلف موضوعات پر اچھے اہل قلم کی نگارشات ہیں۔ چند اہم مضامین یہ ہیں فن حدیث میں مولانا آزاد کا تبحر، حضرت ابوہریرہ کی کثرت روایت، اسلامی شریعت میں اجتہاد کا عمل، غلط فہمیاں اسلامی، عہد اسلامی میں غیر مسلموں کی تعلیم، روحانیت کی حقیقت اور اس کے مدارج وغیرہ سیرت و سوانح میں امام اعظمؒ، امام ابن تیمیہؒ، مجدد الف ثانیؒ اور سلطان ٹیپوؒ پر اچھے مقالے ہیں۔ بعد کے تین ابواب جامعہ اور اہل جامعہ کے تعارف اور جائزہ پر مشتمل ہیں۔ جس میں جامعہ کے قیام، اس کی فکر، اس کے نصاب تعلیم، اس کے احوال و اطوار کے تذکرہ کے ساتھ اس کی ماضی کا جائزہ، حال کی ضروریات، اور مستقبل کے خاکے پیش کئے گئے ہیں۔ جامعہ کی مشہور و ممتاز شخصیتوں اور خود مدرسہ خاص طور پر بانی جامعہ کے سوانح و حالات اور فرزندان جامعہ کی خدمات پر کئی مقالے ہیں۔

مجموعی طور پر مجلہ خوبیوں سے پُر ہے۔ اور ترتیب و تدوین، مرتب و مجلس ادارت کی صلاحیت و قابلیت پر دال۔ تقریباً تمام ہی مضمون نگار جامعہ کے فرزندان ہیں اور قلم کاروں کی یہ لمبی فہرست ہی جامعہ کی خدمات کے تعارف کے لئے کافی ہے۔ البتہ جامعہ کی پچاس سالہ ماضی اور اس کی خدمات کا جائزہ بہت مختصر ہے۔ اور تاریخی تسلسل محسوس کئے بغیر نہیں رہتا۔

حضرت علیؓ

مرتبہ : سید اسحاق حسینی

سائز ۱۸×۲۲/۱۶ سنٹی میٹر　صفحات مع سرورق ۳۲　قیمت : ۵۰ پیسے

ملنے کے پتے : مکتبہ اسلام ، ۲۳ گوئن روڈ لکھنؤ ۔ " ادارہ مجلہ نیا ، پوسٹ بکس ۱۱۸ لکھنؤ ۔

کتابت مناسب، مگر قدرے باریک ، کاغذ بہتر ، طباعت عمدہ ، سرورق دیدہ زیب

مرتب حسینی ہیں اس لئے کتاب دیکھتے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ خطرے خالی نہ ہوگی ، لیکن پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ کہ غلو سے احتیاط برتا گیا ہے بلکہ اہل سنت کا اعتقاد پوری طرح دکھایا گیا ہے۔ بظاہر تو یہ سوال سا لگتا ہے لیکن حقیقت میں مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے۔ کاش کہ مرتب کا یہ جذبہ پروان چڑھے اور شبیرؓ کی طرح حضرت علیؓ کی بھی سوانح مختصر دل کش ترتیب پائے۔ کتابچہ کے آخر میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام ، مضمون نگار حضرت عثمان غنی ، حضرت حسینؓ کی شان میں حضرت شیخ حسینؓ کے سدھی اور مولانا فتح محمد تائب کے منظوم خطاب سے مزید لطف پیدا کر دیا ہے۔

امید ہے کہ اگلا ایڈیشن قدرے جلی قلم سے بہتر طباعت کے ساتھ آئے گا۔

> بعض ہفتہ نامہ مسلسل مضمون میں سے بعض حصے۔ یک تہائی پیش کئے گئے ہیں بعض مضامین کو کر کے تعمیر حیات ادارہ لکھنؤ سے شائع کیا
>
> [illegible]

زکوٰۃ

قاضی زین العابدین سجاد

زکوٰۃ کے نظام سے معاشرہ میں ایک ایسا اقتصادی اعتدال پیدا ہوتا ہے جس کے بعد زندگی کی اہم ضرورتوں کو پورا کرنے سے کوئی مجبور نہیں رہتا۔ ضرورت مندوں اور دولت مندوں کے درمیان تعاون کی راہیں ہموار ہوتی ہیں اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں امیر غریبوں کی تکلیفوں کو اپنی تکلیف سمجھیں اور غریب امیروں پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔

اسلام کی ایک اہم تعلیم زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کے معنی "پاکیزگی" اور "بالیدگی" کے ہیں چونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے اخلاق انسانی میں پاکیزگی، معاشیات کی اخلاقی قدروں میں اضافہ اور سوسائٹی میں باہمی ہمدردی اور دولت و ثروت کی بہتات ہوتی ہے، اس لئے اسے زکوٰۃ کے نام سے موسوم کیا گیا۔

انسان کو دنیوی زندگی میں قدم قدم پر مال کا محتاج ہے۔ مال کی یہ ضرورت اس کے دل میں مال کی طرف رغبت پیدا کرتی رہتی ہے، یہی رغبت آہستہ آہستہ محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ سخت قسم کے اخلاقی امراض پیدا کر دیتی ہے جنہیں حرص اور بخل کہتے ہیں۔ حرص و بخل دوسرے بہت سے اخلاقی امراض مثلاً خود غرضی، بے رحمی وغیرہ پیدا کر دیتے ہیں۔ حریص و بخیل یہ تو چاہتا ہے کہ ساری دنیا کی دولت اس کے گھر میں آ جائے مگر وہ اسے اس کے مصرف میں استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ دولت کو اللہ تعالیٰ نے اس کی اور اس کے بھائیوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا وسیلہ بنایا تھا، مگر وہ اس کو جمع کرنے کو اپنا مقصد زندگی بنا لیتا ہے۔ اس طرح وہ خود بھی اس کے فائدے سے محروم رہتا ہے، اور دوسروں کو بھی محروم رکھتا ہے۔

حرص و بخل کے امراض دور کرنے کے لئے زکوٰۃ اور خیرات بہترین علاج ہے۔ یہ مال کی محبت دل میں پیدا نہیں ہونے دیتا۔ اس طرح ان امراض کی جڑیں جمنے نہیں پاتیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے والا جب دوسروں کی ضرورتوں کو بھی اپنی ضرورتوں کی طرح سمجھتا ہے۔ وہ دوسروں کے مال پر ہاتھ ڈالنا پسند نہیں کرتا، حسن پر قائم رہے، اور انہیں بھی اپنی ضروریات میں وہ خوش دلی کے ساتھ کام میں لاتا ہے۔ ان اخلاقی مصلحت کے علاوہ زکوٰۃ بہترین اجتماعی مصلحتوں کی بھی حامل ہے۔ اسلام سے پہلے حکومتیں غریبوں اور متوسط طبقوں پر بھاری بھاری ٹیکس لگاتی تھیں۔ بادشاہ، حاکم اور شاہی کے افراد وغیرہ حکومت اور مذہبی پیشوا بہت سے ٹیکس سے بری ہوتے تھے۔ چونکہ عام افراد کا فرض ہی یہ قرار دے دیا گیا تھا کہ وہ محنت و مشقت کر کے امراء و روسا عیش و عشرت کے وسائل فراہم کریں۔ ان غریبوں جیسے کا حق آزادی سے دنیا اختیار کرنا، دولت و بالخصوص کا ان کے جیتے جی بقا اور معاشی ترقی سے روکنا تھی۔ روسا کی تقسیم بہت غیر منصفانہ تھی۔ بالا دست اور زیر دست، یہ طبقے حد درجہ غریب۔ مرکزی شاہی خزانے امیروں اور غریبوں کے ساتھ اس سلوک کی تلخیاں کم نہیں۔ سماجی فضیلت کی بھی ان سے چھوٹی تھی۔

اور خود غرض معاشرہ نہ بن سکے، اسلام نے قانونی طور پر امیروں کو حکم دیا کہ وہ ہر سال اپنی دولت کا ایک حصہ لازمی طور پر غریبوں کی ضرورتوں کے لئے ادا کریں اور یہ ادائیگی کوئی احسان امیروں کا غریبوں پر رحم و کرم نہیں، بلکہ غریبوں کا امیروں کے مال پر "حق" قرار دیا۔

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ	اور وہ لوگ جن کے
اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ	مالوں میں ایک مقرر حق ہے
مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّاۗىِٕلِ	سائل کے لئے اور محروم
وَالْمَحْرُوْمِ	کے لئے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں اسلامی نظام قائم ہوا، وہاں غریبوں اور امیروں کے درمیان کی کشمکش ختم ہو گئی۔ غریبوں کے دلوں سے رشک و حسد کی چنگاریاں بجھ گئیں۔ اپنے محسنوں سے محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا ہو گئے اور وہ بلانے پر ان کے دشمن بننے کے بجائے جان قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔

امیری اور غریبی کا فرق بالکل ختم ہونا تو قانون قدرت کے خلاف ہے۔ مگر زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی ٹیکسوں سے ایک ایسا اقتصادی اعتدال پیدا ہو گیا

زکوٰۃ کو سرکاری ٹیکسوں کی طرح

ایک باقاعدہ نظام کی شکل دینے کا یہ فائدہ ہوا کہ اس کی حیثیت بھیک کی نہ رہی بلکہ حکومتی امداد کی ہو گئی، جس سے ہر ضرورت مند بغیر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر اپنی عزت نفس کو ٹھیس لگائے اور بغیر ذاتی طور پر کسی کا مرہون احسان بنے فائدہ حاصل کر سکتا ہے

جس سے زندگی کی اہم ضرورتوں کو پورا کرنے سے کوئی مجبور نہ رہا۔ ضرورت مندوں اور دولت مندوں کے درمیان تعاون کی راہیں ہموار ہو گئیں اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آ گیا جس میں امیر غریبوں کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے تھے اور غریب امیروں پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اسلام نے زکوٰۃ وصول کرنے پر ہی بس نہیں کیا بلکہ زکوٰۃ کا باقاعدہ نظام قائم کرنے پر زور دیا اور حکومت اسلامی کا فرض قرار دیا کہ وہ حیثیت والوں کا

بلکہ نظام کرے کہ سرمایہ داروں سے زکوٰۃ حاصل کر کے ضرورت مندوں میں اسے تقسیم کرے۔

اصول یہ قرار دیا گیا کہ ہر بالغ اور عاقل شخص جس کے پاس ۵۲ ۱/۲ تولہ چاندی یا ۷ ۱/۲ تولہ سونا ہو یا اس کی قیمت کی رقم یا مال تجارت ہو اس پر فرض ہے کہ سال گزرنے پر اس کا چالیسواں حصہ محتاجوں اور غریبوں کے لئے راہ خدا میں نکالے۔ سونے چاندی کے علاوہ کھیتی باڑی کی پیداوار اور مویشیوں پر بھی زکوٰۃ واجب کی گئی۔

تاریخ کے مطابق جب اسلام عرب کے مختلف حصوں میں پھیل گیا تو سنہ ۹ھ کے آغاز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محصلین زکوٰۃ مقرر فرمائے اور انہیں اسلامی ریاست کے مختلف علاقوں میں روانہ کیا۔ اسی سلسلہ میں آپ نے حاکم یمن حضرت معاذ بن جبل کو ہدایت فرمائی کہ پہلے غیر مسلموں کو توحید کی دعوت دینا، جب وہ اسے قبول کر لیں تو پھر نماز کی ادائیگی .... کا حکم دینا، پھر انہیں زکوٰۃ کی فرضیت سے آگاہ کرنا اور اس کی مصلحت بھی بتا دینا کہ

تُؤْخَذُ مِنْ	زکوٰۃ کا مال قوم کے امیر
اَغْنِيَاۗىِٕهِمْ	لوگوں سے وصول کر کے
وَتُرَدُّ اِلٰى	ان کے غرباء پر خرچ کر دیا
فُقَرَاۗىِٕهِمْ	جاتا ہے۔

اس نظام کی اس قدر اہمیت تھی کہ جو لوگ بعد میں ادائیگی زکوٰۃ سے انکار کیا حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام کے خلیفہ اول نے اس کو ارتداد قرار دیا اور ان سے جہاد کیا۔

نظام زکوٰۃ کے قیام سے دوسرے فوائد کے علاوہ ایک فائدہ یہ ہوا کہ اس کی حیثیت بھیک کی نہ رہی بلکہ حکومتی امداد کی ہو گئی، جس سے ہر ضرورت مند بغیر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر اپنی عزت نفس کو ٹھیس لگائے اور بغیر ذاتی طور پر کسی کا مرہون احسان بنے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

افسوس کہ مسلم حکومتوں میں بھی اب یہ نظام قائم نہیں ہے۔ تاہم اگر مسلمانوں کے جماعتی ادارے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں اور زکوٰۃ کو اس کے مستحقین تک پہنچانے کا انتظام کریں تو یہ بڑا کام ہوگا۔ انفرادی طور پر زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت خیال رکھنا چاہئے کہ زکوٰۃ کے سب سے زیادہ مستحق غریب عزیز ہیں (علاوہ ماں باپ، دادا دادی، میاں بیوی کے) اس کے بعد پڑوسی اور اہل شہر۔ ہاں اگر دوسرے مقامات پر اس سے زیادہ محتاج اور ضرورت مند موجود ہوں تو وہاں بھی بھیجا جا سکتا ہے۔

حاضر جوابی کی مثال

ایک مرتبہ بنی عباس کا ایک خلیفہ اپنے وزیر کے گھر گیا، وزیر کا ایک لڑکا تھا جو بہت چالاک اور ہوشیار تھا جب خلیفہ تشریف فرما ہوئے تو خلیفہ نے لڑکے کو اپنے پاس بٹھایا اور اس سے سوال کیا کہ بتاؤ خلیفہ کا گھر بہتر ہے یا تیرے باپ کا گھر؟ وہ ہوشیار فوراً جواب دیا کہ جب خلیفہ ہمارے باپ کے گھر تشریف فرما ہوں تو ہمارے باپ کا گھر بہتر ہے۔"

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جائے گا۔

Regd No. LW/NP 56
Phone: 22949 / 29747
TAMEER-E-HAYAT
Fortnightly
(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW-226007 (INDIA)

ایک اہم اپیل — برائے — دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

دارالعلوم ندوۃ العلماء عالم اسلام کا مشہور دینی و علمی مرکز ہے جو ستّر سال سے علم دین کی خدمت انجام دے رہا ہے، اور الحمد للہ کہ اس کے فضلاء ہندوستان اور بیرون ملک میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ حقیقت نہایت قابل توجہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر طرح کی فلاح و بہبود اس دین سے وابستہ ہے جس کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔

مسلمان جس قدر اس حقیقت کی طرف توجہ کریں گے اور جس قدر دینی کاموں میں دلچسپی اور بلند ہمتی سے حصہ لیں گے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حفاظت و کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ" (اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا)۔

ہندوستان کے موجودہ حالات میں ایسے دینی و علمی اداروں کا استحکام نہایت ضروری ہے جو اسلام کی اشاعت و حفاظت اور مسلمانوں میں علم دین کی اشاعت کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ الحمد للہ کارکنان دارالعلوم ندوۃ العلماء بھی اسی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اخلاص اور قبولیت سے نوازے۔

اس وقت دارالعلوم میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ، ایشیا، نیپال وغیرہ کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں۔ طلباء کی مجموعی تعداد مع ابتدائی درجات و مکاتب شہر (۱۲۰۰) ہے۔ اس سال غیر مستطیع طلبہ کو تقریباً ڈھائی لاکھ روپیہ کے وظائف دیے گئے۔ حضرات مدرسین و اسٹاف کی مجموعی تعداد ۲۴۸ ہے۔

اس وقت ندوۃ العلماء کے سالانہ مصارف مع تعمیرات تقریباً دس لاکھ روپئے ہیں، ادھر کئی سال سے جگہ کی قلت کی وجہ سے طلباء کیلئے مناسب اقامتگاہوں کی فوری ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر ایک جدید دارالاقامہ اور اس سے متعلق ضروری عمارتوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا گیا۔ دارالاقامہ کے ایک کمرے پر دس ہزار روپے صرف کا تخمینہ ہے۔ اجتماعی بڑے کام بغیر تعاون کے انجام نہیں پاتے۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس اہم کام میں فیاضی اور حوصلے سے توجہ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً رمضان المبارک صحیح روایات کے مطابق ہر عمل کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ علم دین اور طالبان علم دین پر جو مسلمانوں کی پاک کمائی خرچ ہوگی انشاء اللہ وہ آخرت میں اجر عظیم اور دنیا میں خیر و برکت کی باعث ہوگی۔ ہم تمام مسلمانوں اور خصوصاً اہل استطاعت سے گذارش کرتے ہیں کہ حسب حیثیت فراخدلی سے دارالعلوم کی مدد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

رمضان المبارک اور اس کے علاوہ مختلف اوقات میں بعض حضرات اساتذہ اور سفراء دارالعلوم کے سلسلہ میں مختلف علاقوں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ مقامی طور پر اگر دردمند اہل خیر حضرات دلچسپی سے تعاون فرمائیں تو انشاء اللہ دارالعلوم کی اعانت کا بڑا کام ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی حمایت و نصرت کی دولت سے نوازے۔ آمین

(مولانا) ابوالحسن علی ندوی
(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

(مولانا) عبدالسلام قدوائی ندوی
(معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء)

(مولانا) محمد معین اللہ ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

سید مصباح الدین نقوی
(معتمد مالیات ندوۃ العلماء)